M.A Islamic Sudies semister (1)paper (101)

Date 03/06/2021

By Dr Mumtaz Alam

عنوان: خلافت ابتدا اور تاریخ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جزیرۃ العرب سے جس اسلام کا چراغ روشن کیا ۲۳ سال کی قلیل مدت میں اس کی روشنی پورے عرب میں پھیل گئی اور اس خطے کے بیشتر لوگ مسلمان ہوگئے کئی جگہوں پر پورا پورا علاقہ اور سارے کے سارے قبائل مسلمان ہوگئے اس کا لازمی تقاضا تھا کہ اسلام صرف مذہبی امور کی رہنمائی نہیں بلکہ سیاسی رہنمائی بھی کرے چنانچہ اسلامی ریاست کا قیام عمل میں آیا جس کی راجدھانی مدینہ تھی اور سب نے اپنا فرمانرواں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مانا زندگی کے تمام معاملات انہیں کے فرمان کی روشنی میں طے پاتے تھے جنگ وصلح کے معاملات وہی طے کرتے تھے مسجد وبازار کے ضوابط ودستور وہی بناتے تھے خاندانی وعائلی امور کی رہنمائی آپ ہی کرتے تھے اور یہ تمام احکامات مسجد بنوی سے صادر ہوا کرتے تھے دنیا میں ہر انسان کے لئے موت کا وقت مقرر ہے اسی قانون قدرت کے تحت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی وقت وصال آیا اور آپ اللہ تعالی کے جناب میں پہنچ گئے آپ کے بعد آپ کی جانشینی کا سلسلہ ہی خلافت کہلاتی ہے جس میں چار اصحاب رسول کے نام ہیں ان کی خلافت ''خلافت راشدہ'' کہلاتی ہے

خلافت معنی ومفہوم

لغوی اعتبار سے خلافت کا معنی پیچھے آنا ہے اور خلیفہ کا معنی پیچھے آنے والا ہے جسے نائب وجانشین بھی کہتے ہیں اسلامی تاریخ میں خلافت اس نیابت اور جانشینی کو کہا جاتا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد آپ کے اصحاب نے کی۔ یوں تو اسلامی ریاست میں مدتوں خلافت کا رواج رہا مگر جو خلافت دین اور دنیا کے لئے مثالی ہوئی اسے خلافت راشدہ کہا جاتا ہے جس کی مدت تیس سال ہے اس مدت خلافت میں چاروں خلفا نے ہر معاملے میں حضور کے اسوۂ حسنہ کو پیش نظر رکھا دنیا کی کوئی رنگینی ان پر غالب نہ آسکی اس لئے خلافت کو ''خلافت علی منہاج النبوۃ'' بھی کہا جاتا ہے ایک حدیث کے مطابق خلافت دنیا کی حکومتوں کی جانشینی کی طرح نہیں بلکہ پیغمبرانہ ذمہ داریوں کی نیابت ہے بنی اسرائیل میں نبی ورسول کے بعد اس کام کو پیغمبر کے ذریعے آگے بڑھایا جاتا تھا مگر اللہ کے نبی نے فرمایا میرے بعد کوئی نبی نہیں اب میری نیابت وجانشینی کا کام خلفا سے لیا جائے گا

خلیفہ کی ذمہ داری وہی ہے جو ذمہ داری پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تھی یعنی لوگوں کی دینی ودنیوی معاملات کی رہنمائی کرنا۔ نماز، روزہ، حج و زکوۃ کو قائم رکھنا مسلمانوں کو اچھے کاموں کا حکم دینا اور برے کاموں سے روکنا اسلامی ریاستوں میں قاضی کا تقرر کرنا، اگر کسی جگہ حالات پیدا ہو جائے تو جہاد کا حکم دینا اور لشکر روانہ کرنا کوئی جرم کرتا ہے تو جرم ثابت ہونے کے بعد سزا کا نفاذ کرنا، قاتل ومقتول کے معاملات کو دینی اصول کی روشنی میں حل کرنا، اسلامی ریاست میں تعلیم وتربیت کا نظم کرنا جہاں وعظ ونصیحت کی ضرورت ہو وہاں مبلغین وواعظین کا انتظام کرنا۔ چاروں خلفا نے اس کام کو پوری ذمہ داری سے ادا کیا ہے اس لئے ان کی خلافت کو خلافت راشدہ اور انہیں خلفائے راشدین کہا جاتا ہے

خلافت کی ابتدا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وصال فرمایا تو اعلانیہ طور پر اپنا جانشین کسی کو مقرر نہیں کیا ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر سے صحابہ نڈھال تھے بہت سے صحابہ اپنا آپا کھو چکے تھے حضرت عمر جیسے قوی وجری کا حال یہ تھا کہ وہ کہہ رہے تھے: کچھ منافقین کہہ رہے ہیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے وہ سن لیں کہ آپ وفات نہیں پائے ہیں بلکہ رب کے حضور میں گئے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام چالیس دن کے لئے گئے تھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے آکر انہیں بتایا اور قرآن کی آیت سنائی کہ رسولوں کو بھی موت آتی ہے تب جا کر انہیں یقین ہوا کہ حضور وصال فرما چکے ہیں پھر تمام اصحاب حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین میں لگ گئے جانشینی و نیابت کا کوئی چرچہ ان لوگوں میں نہیں تھا مگر نبی کریم نے جس ملت کی تشکیل کی تھی اس کے حوالے سے فکر ہر ایک کے ذہن پر چھائی ہوئی تھی کہ آخر اب اس کام کو آگے کیسے بڑھایا جائے گا کون اس ملت کا رہنما اور نبی کریم کا جانشین ہوگا یہ خیال سب سے پہلے انصار مدینہ کے ذہن میں آیا جب وہ سقیفہ بنو ساعدہ میں بیٹھے ہوئے تھے جسے بنو خزرج کا چوپال کہا جاتا تھا دھیرے دھیرے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی جانشینی کا معاملہ طول پکڑتا گیا اور اس کی خبر پورے مدینہ کو ہوگئی اب تک اس گفتگو میں صرف انصار شامل تھے معاملہ کی نزاکت کو دیکھ کر مہاجرین صحابہ بھی حاضر ہوگئے جن میں حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر حضرت ابو عبیدہ بن الجراح جیسے اکابر صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین بھی شریک ہوگئے موضوع بحث یہ تھا کہ اب حضور کا خلیفہ و جانشین کون ہوگا انصار اس بات کے قائل تھے کہ مکہ کے مہاجرین کو ایک مضبوط زمین انصار نے فراہم کیا ہے اور مسلمانوں کو پناہ دیا اسلام کو عرب میں غالب رکھنے میں قربانیاں پیش کی اس لئے انصار ہی اس بات کے حقدار ہیں کہ خلیفہ انصار میں سے ہو حضرت صدیق اکبر نے انصار کے تمام دلائل کو سنا اور ان کی قربانیوں کا اعتراف کیا پھر مہاجرین کی اولیت اسلام کی فضیلت بیان کی اور کہا کہ یہ لوگ پہلے اسلام لانے والے ہیں دین کی راہ میں بے انتہا سختی جھیلنے والے ہیں اسلام کے لئے اپنا گھر بار چھوڑنے والے ہیں اس لئے وہ اس لائق ہیں کہ خلیفہ انہیں میں سے منتخب ہو انصار نے کہا کہ اسلام کے لئے دونوں کی قربانیاں ہیں اس لئے دو امیر منتخب کئے جائیں ایک انصار سے اور ایک مہاجرین سے حضرت ابوبکر نے ان کو سمجھایا کہ اس طرح سے اقتدار تقسیم ہونے والی چیز نہیں اور ساتھ ہی اللہ کے نبی کا فرمان سنایا: الائمة من القريش؛ امیر قریش میں سے ہوگا اتنا سننے کے بعد انصار نے اپنا دعوی واپس لے لیا اس لئے اللہ کے رسول کا فرمان انہیں جان سے زیادہ عزیز تھا مہاجرین و انصار اس بات پر رضامند ہوگئے کہ امیر قریش میں سے ہوگا اب جتنے لوگ وہاں موجود تھے غور خوض کرنے لگے کہ کسے خلیفہ بنایا جائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے لوگوں سے کہا: ہمارے درمیان حضرت عمر اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح جیسے لوگ موجود ہیں یہ دونوں قریشی بھی ہیں اور اس منصب کے اہل بھی لہذا ان دونوں میں سے کسی ایک کو خلیفہ منتخب کر لیا جائے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے فضائل بیان کئے اسلام کی راہ میں ان کی قربانی اور رسول اللہ کی زندگی میں ان کی قربت کا ذکر کیا اور کہا کہ حضرت صدیق اکبر کی موجودگی میں کسی کو رسول اللہ کی نیابت کا حق نہیں پہنچتا اور آگے بڑھ کر آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی بعد میں مسجد نبوی میں عام بیعت ہوئی جس میں تمام صحابہ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور آپ بلا اختلاف مسلمانوں کے امیر ہوگئے